إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر۔ غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عللعہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ عہ

جلد ۲۱	مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۴ء	یوم شنبہ	۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ	نمبر ۱۲۴

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ ۔ ص ۲
گاندھی جی کی سطحی الفاظ کا اعلام
کشمیر کے مسلمان و دوروں کو سکنا
لائلپور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر ص ۵
ایک ایمان افروز واقعہ
چند متلاشیانِ حق کا خط ص ۷
نظارتوں کے اعلانات ۔ ص ۸
ہندو مندروں اور ہندو آبادیوں سے زلازل کا خاص تعلق ص ۹
زلزلہ فنڈ ص ۱۰
اشتہارات وغیرہ ص ۱۱-۱۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۴۔ اپریل آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے اجلاس میں شمولیت کے لئے بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ مقامی جماعت کا امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر کیا :۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بیمار ہیں۔ جنہیں علاج کے لئے لاہور لے جانا پڑا ہے۔ احباب دعا کے لئے صحت فرمائیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب قائم گنج تشریف لے گئے تھے۔ جہاں نواب اکبر یار جنگ صاحب کی دختر کی شادی کی تقریب پر ایک وعظ ہوا اور متفرق طور پر عمائدین کو تبلیغ کی گئی۔ اب جناب موصوف واپس آ گئے ہیں۔

گورداسپور سپورٹس کلب احمدیہ سپورٹس کلب سے میچ کھیلنے کے لئے ۱۵۔ اپریل قادیان آئی۔ صبح کرکٹ کا میچ ہوا۔ جس میں گورداسپور کلب ہار گئی۔ ۴ بجے شام ہاکی میچ ہوا :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی برکات

(فرمودہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

فرمایا۔ "حضرت رسولِ کریمؐ کے ہزاروں جسمانی برکات بھی تھے۔ آپؐ کے جبہ سے بعد وفات آپؐ کے لوگ برکات چاہتے تھے۔ بیماریوں میں لوگوں کو شفا دیتے تھے۔ اور بارش نہ ہوتی۔ تو دعا کرتے تھے۔ اور بارش ہو جاتی تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ آپؐ کے صحابی تھے۔ بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپؐ کی دعاؤں سے دور ہو جاتی تھیں۔ علیےؑ کو نبی کریمؐ کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور ان کا حال بھی انجیلوں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے"!

(الحکم ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

چوہدری عبدالحی خاں صاحب کا تبادلہ

چوہدری عبدالحی خاں صاحب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر و پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ فیروزپور چھاؤنی کا دہلی تبادلہ ہوگیا ہے۔ چودھری صاحب موصوف بوجہ اپنی والدہ مرحومہ کی بیماری کے بہت کم عرصہ فیروزپور رہے۔ گر جتنا عرصہ بھی رہے۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں حتی المقدور کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں بھی آپ کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق بخشے۔ (نامہ نگار)

درخواست ہائے دعا

(۱) میرا بھائی نذیر احمد عرصہ سے بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد حسین بمبو لوگونڈا ۔ (۲) بندہ محکمہ نہر میں عارضی ملازم ہے۔ جس کی وجہ سے ہر وقت بے روزگاری کا خدشہ ہے۔ احباب مستقل ہونے کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد علی ۔ لائلپور ۔ (۳) خاکسار عراق پہنچ گیا۔ اور عارضی طور پر ایک ڈیری فارم میں بطور اکونٹنٹ کے کام کر رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے خدمت دین کی توفیق بخشے نیز معاش کی مستقل اور معقول صورت پیدا کرے۔ خاکسار احمد گل ۔ بغداد ۔ (۴) میری بیوی بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار رحیم بخش از کوئٹہ ۔ (۵) میرا چھوٹا بھائی امسال ایم اے کا امتحان دے رہا ہے۔ دوست اس کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار منشی چراغ الدین از لاہور ۔ (۶) چودھری اللہ رکھا صاحب کا لڑکا سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمود احمد از ہیلول پور ۔ (۷) میرا لڑکا احمد علی انفلوانزا میں مبتلا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبید اللہ از قادیان ۔ (۸) برخوردار دل شاد خان کی امتحان میں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ایوب خاں بہادر القنٹنٹ مراد آباد ۔ (۹) میری اہلیہ بیمار ہے۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ خاکسار علی احمد از کھیوہ والی ۔ (۱۰) خاکسار کی بیوی عرصہ سے سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار بدرالدین ۔ از فیض اللہ چک ۔

اعلان نکاح

(۱) میرے لڑکے محمد حیات کا نکاح ۵ - اپریل ۱۹۳۴ء کو مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے عزیزہ بیگم بنت مرزا جمیل بیگ صاحب مرحوم ساکن دھرم سالہ سے بعوض پانچسو روپیہ مہر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ خاکسار حکیم عطا محمد از قادیان

(۲) خاکسار کے فرزند بشیر احمد کا نکاح سلطان حیدری بیگم بنت حافظ عبدالعزیز صاحب سیالکوٹ سے بعوض مہر ایک ہزار روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۱ - اپریل ۱۹۳۴ء کو پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ یہ نکاح جانبین کے لئے بابرکت ہو۔ خاکسار غلام رسول ساکن ننگے ۔

ولادت

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل میرے ہاں ۱۰ - اپریل لڑکا عطا فرمایا ہے۔ دوست دعا کریں۔ کہ مولود کی عمر دراز ہو۔ خاکسار غلام مرتضیٰ خان از باغبانپورہ ۔ (۲) برادرم شہاب الدین کے ہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعا سے ۹ - اپریل ۱۹۳۴ء کو خداوند کریم نے لڑکا عطا کیا ہے۔ احباب درازیٔ عمر اور سعادت دارین کی دعا فرمائیں۔ خاکسار نور الدین از دھرم کوٹ بگہ ۔

دعائے مغفرت

(۱) میری رفیقۂ زندگی ۱۷ مارچ ۱۹۳۴ء کو سیالکوٹ میں فوت ہوگئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار محمد حیات پراچہ از بھیرہ ۔ (۲) ڈاکٹر مسعود احمد صاحب ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس کی نوزائیدہ لڑکی ۱۵ مارچ فوت ہوگئی ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار شکیلہ خاتون ۔ اروَل ضلع گیا ۔

(۳) عزیز علی محمد ۱۴ ۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو فوت ہوگیا ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار نور الدین ذیلدار چک نمبر ۱۱ ۔

(۴) بندہ کے دادا صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

خاکسار محمد ابراہیم کاٹھگڑھ ۔

"پیغام صلح" سے گزارش

"پیغام صلح" نے اپنے ۱۰ ۔ اپریل ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں "الفضل سے ایک درخواست" اور پھر ۱۱ اپریل کے پرچہ میں بعنوان "الفضل کا دعوے بے دلیل" ۱۹ - دسمبر ۱۹۳۳ء کے "الفضل" سے ذیل کی سطور نقل کی ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ بقرہ کی آیت والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ اول اس وحی کا ذکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وُہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وُہ جو حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق تھی"

قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے کو با دلیل ثابت کریں۔ "پیغام صلح" سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ہم اپنا دعوے جو اس کے پیش کردہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ لفظ بلفظ درست ثابت کر دیں۔ تو کیا وُہ اعلان کر دیگا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح خلاف اپنے خیالات درج کئے ہیں۔ جو کسی احمدی کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیوں؟

الفضل کے خریدار ہو دوست

کئی دوست ہیں۔ جو پہلے الفضل کے خریدار تھے۔ اور اب دوران سال میں کسی نہ کسی وجہ سے یہ سلسلہ قائم نہیں رکھ سکے۔ ان کی خدمت میں الفضل نمونۃً بھیجا جا رہا ہے۔ وُہ مہربانی فرما کر اپنے نام اخبار جاری کرائیں۔ ہم ہر ممکن سے ممکن رعایت ان کے لئے کرنے کو تیار ہیں۔ چونکہ چندہ پیشگی آنا چاہیئے۔ اس لئے وُہ سہ ماہی یا ماہوار بذریعہ ٹکٹوں کے بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ وی ۔ پی پر ۵ ر زائد خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے رقوم خود ہی درخواست خریداری کے ساتھ بھیجیں۔ امید ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش فرما کر عند اللہ ماجور و عندنا مشکور ہوں۔ (منیجر الفضل قادیان)

احمدی حاجیوں کی واپسی

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ خانصاحب منشی برکت علی صاحب اور بھائی عبدالرحیم صاحب جو حج بیت اللہ کے لئے قادیان سے تشریف لیگئے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ ۱۸ ۔ اپریل کو دوپہر کی گاڑی سے قادیان پہونچ جائیں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ ۱۶ ۔ اپریل کو دونو اصحاب کراچی جہاز سے اترینگے۔ ۱۷ ۔ کی شام کو لاہور پہونچ جائینگے۔ اور دوسرے دن صبح لاہور سے قادیان کے لئے روانہ ہونگے۔ وُہ جماعتیں جنہیں یہ اطلاع بروقت پہنچ جائے کوشش کریں کہ اپنے اپنے سٹیشن پر ان سے ملاقات کریں۔

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن سے مسلمانان کشمیر کی استدعا

سرینگر ۱۲ ۔ اپریل ۔ مسٹر غلام نبی صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ پلوامہ ۔ سوپور ۔ بارہ مولا ۔ اور اسلام آباد میں کل مسلمانوں کے عظیم الشان اجتماعات ہوئے ۔ جن میں آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کی سابق خدمات کے متعلق خراج تحسین ادا کیا گیا ۔ اور ایسوسی ایشن سے درخواست کیگئی کہ وُہ اب بھی مسلمانان کشمیر کی ہر طرح امداد کرے ۔ نیز جملہ مسلمانان کشمیر کی طرف سے ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد کا اظہار کیا گیا ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گاندھی جی کی مطلق العنانی کا انجام

کانگرسی جہاں سے چلے تھے۔ چودہ سالہ چکر کے بعد وہیں آ گئے

کانگرس کا بے بنیاد دعوے

کانگرس کے متعلق دعوے کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی ہے۔ جو جمہوری اصول پر کام کر رہی ہے۔ اور ہندوستان سے مطلق العنانہ حکومت کا خاتمہ کر کے جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ ایسی حکومت جس کی عنان کسی فردِ واحد کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بلکہ جو تمام لوگوں کی نمائندہ ہو۔ جس میں عوام کی آواز سنی جائے۔ اور ان کے مشورہ کے ماتحت کام کیا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب سے گاندھی جی کانگرس میں شریک ہوئے ہیں۔ وہ ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنی ہوئی ہے۔ اور سوائے ایک دو مواقع کے جمہوریت نواز کانگرسیوں میں سے دو چار کانگرسیوں کو چھوڑ کر کسی کو ان کی کسی بات کے خلاف کبھی آواز بلند کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور ان مواقع پر بھی ایسے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جو اندھا دھند گاندھی جی کی ہر ایک بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار رہے قطعاً کامیابی نہ ہوئی۔

گاندھی پرستی کی وجہ

یہ نتیجہ تھا اس بات کا۔ کہ وہ ہندو جن کی رگ رگ میں نہ صرف انسان پرستی۔ بلکہ عناصر پرستی کا زہر پیوست ہے۔ اور جن کی ذہنیت پشت در پشت کی شجر و حجر پرستی کی وجہ سے اور ادنےٰ سے ادنےٰ حیوانات کے آگے اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے باعث نہایت پست واقعہ ہوئی ہے۔ وہ جمہوریت پرستی کے ادعا کے باوجود گاندھی جی کے مقابلہ میں چون و چرا کی جرأت نہ کر سکے۔ اور اپنی عقل و سمجھ کو ان کی بھینٹ چڑھانے پر مجبور ہو گئے۔ اس کا بار بار انہیں نہایت تلخ خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اور کانگرس کی پالیسی کو کبھی قرار حاصل نہ ہوا۔ نہ صرف یہی بلکہ معقولیت کی دنیا میں کئی بار کانگرس کو نہایت ذلت اور شرمندگی کا سامنا کرنا۔ اور ناکامی پر ناکامی کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ جسے محض گاندھی جی کی خاطر برداشت کیا جاتا رہا۔

چودہ سالہ تباہ کن چکر

لیکن حال میں گاندھی جی کے سول نافرمانی کی اس تحریک کو کلیتہً ترک کر دینے کا اعلان کرنے پر جسے وہ حصول سوراجیہ کا واحد ذریعہ قرار دیتے تھے۔ اور جس کی وجہ سے اہلِ ہند کو بے حد جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ بہت سے گاندھی پرستوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اور ان پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ جس شخص کو انہوں نے سیاہ و سفید کا مالک بنا رکھا تھا۔ اور جس کی ہر بات پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اس نے انہیں کہیں کا نہیں رکھا۔ اور چودہ سال کے تباہ کن اور بربادی بخش چکر کے بعد انہیں اسی جگہ لے آیا ہے۔ جہاں وہ ۱۹۲۰ء میں تھے۔ یکم اگست ۱۹۲۰ء کو گاندھی جی نے عدم تعاون کا اعلان کیا۔ جس کی کانگرس نے اپنے سپیشل اجلاس منعقدہ کلکتہ میں ۸ ستمبر ۱۹۲۰ء کو تصدیق کی۔ اس کے بعد یہ تحریک اتار و چڑھاؤ اختیار کرتی ہوئی ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک فتنہ و فساد پھیلاتی ہوئی۔ اور ہزارہا لوگوں کو تباہ و برباد کرتی ہوئی جب ۱۹۳۳ء میں پہنچی۔ تو ۱۸- جولائی کی پونا کانفرنس میں اجتماعی سول نافرمانی کو ملتوی کر کے گاندھی جی نے انفرادی سول نافرمانی کا آغاز کیا اور آخر ۷- اپریل ۱۹۳۴ء کو سول نافرمانی کلیتہً ترک کر دی۔ اور اس طرح اسی مقام پر آ گئے۔ جہاں سے یکم اگست ۱۹۲۰ء کو چلے تھے۔

گاندھی جی کے خلاف غم و غصہ کا اظہار

گاندھی جی کی یہ قلابازی کوئی معمولی قلابازی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو ۱۴ سال سے ان کی مطلق العنانہ روش خاموشی سے برداشت کرتے چلے آ رہے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ اپنے دل میں کڑھ لیتے تھے۔ اس موقعہ پر آپے سے باہر ہو گئے۔ اور ان کے لئے خاموش رہنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ وہ بے حد غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے گاندھی جی کے طریق عمل پر نہایت شدید مگر معقول نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ذیل کی چند مثالوں سے ظاہر ہے:۔

مسٹر نریمان کا بیان

کانگرس کے ایک مشہور لیڈر مسٹر کے۔ ایف۔ نریمان نے اپنے بیان میں کہا:۔

"گاندھی جی کو موجودہ زمانہ کا ارڈ پوپ کہا جا سکتا ہے۔ ان کے ارشادات اور بیانات اکثر اس قدر غیر واضح اور پیچیدہ طور پر مبہم ہوتے ہیں۔ کہ ان کی متضاد تعبیر کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اپنا جو تازہ ترین بیان شائع کیا ہے۔ وہ تمام گزشتہ بیانوں سے سبقت لے گیا ہے۔" (پرتاب ۱۱- اپریل)

گاندھی جی نے اپنے بیان میں سول نافرمانی کو روحانی حربہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ عوام چونکہ اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتے اس لئے اسے میری ذات تک ہی محدود رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ کوئی اور اس قسم کا شخص ہندوستان میں پیدا نہیں ہو جاتا۔ جو ستیہ گرہ کے اصول سے اچھی طرح واقف ہو۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسٹر نریمان نے کہا:۔

"اگر گاندھی جی کے تازہ فرمان کے مطابق ستیہ آگرہ ایک خالص روحانی ہتھیار ہے۔ اور اسے سوراج کے حصول کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ سول مزاحمت اور ستیہ گرہ کو کانگرس کے پروگرام میں کوئی جگہ نہیں دی جا سکتی تھی۔ کیونکہ کانگرس ایک پولیٹیکل جماعت ہے۔ جس کا مقصد سوراج حاصل کرنا ہے۔ کانگرس انفرادی طور پر روحانی تجربات کرنے کے لئے مذہبی تجربہ گاہ نہیں ہے۔"

اس بیان سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گاندھی جی کی اندھا دھند پیروی کرنے والے اب ان کی باتوں کو عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھنا۔ اور ان کی غیر معقولیت کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گاندھی جی کی روحانیت کا راز بھی ان پر منکشف ہو چکا ہے۔ اور اب وہ اسے کوئی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ مسٹر نریمان نے اپنے بیان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"گاندھی جی نے یہ فیصلہ اپنے ساتھیوں اور پولیٹیکل مشیروں سے مشورہ کر کے نہیں کیا۔ نہ ہی انہوں نے یہ فیصلہ کرتے وقت سیاسی مصلحت یا موجودہ صورت حالات کو مدنظر رکھا ہے۔ بلکہ انہوں نے اس کے لئے ناقابل فہم الفاظ استعمال کرتے ہوئے کہا ہے۔ "میرے یہ فیصلے پرماتما اور من کی آواز کا نتیجہ ہیں۔" (پرتاب ۱۱- اپریل)

گویا گاندھی جی کا اپنے فیصلہ کو پرماتما اور من کی آواز قرار دینا کسی قسم کی وقعت کے قابل نہیں ہے۔ اور نہ ان کی مطلق العنانی کے لئے وجہ جواز بن سکتا ہے۔

مسز سروجنی نائڈو کا بیان

اس سلسلہ میں دوسرا بیان مسز سروجنی نائڈو کا ہے۔ جن کی حد سے بڑھی ہوئی عقیدت کئی بار خود گاندھی جی سے خراج تحسین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصُول کرچکی ہے۔ سزنائیڈو نے کہا:۔

"مہاتما گاندھی کا تازہ ترین اعلان صاف طور پر ان کی اپنی ذلت کا باعث ہے۔ اور یہ ان کا وُہی مخصوص طریقہ ہے۔ جس سے وُہ ہمیشہ اپنے غلط فیصلہ یا غلط فعل کا کفارہ ادا کیا کرتے ہیں۔ میں مجبوراً یہ بھی محسوس کرتی ہوں۔ کہ خواہ یہ فعل مہاتما گاندھی سے غیرارادی طور پر سرزد ہوا ہے۔ لیکن یہ گاندھی جی کے ان کے ہزارہا عقیدت مند مردوں اور عورتوں پر ناجائز الزام کے مترادف ہے۔ جنہوں نے ان کے کہنے پر ستیہ گرہ کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اور سخت سے سخت مصیبتیں جھیلیں۔" (زمیندار ۱۱-اپریل)

فی الواقعہ گاندھی جی نے اپنے بیان میں ان لوگوں پر بے حد ظلم کیا ہے۔ جنہوں نے ان کے کہنے پر سول نافرمانی کرکے بڑی بڑی مصائب اٹھائیں۔ لیکن اس میں گاندھی جی کا اتنا قصور نہیں جتنا ان لوگوں کا اپنا قصور ہے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ وُہ ایک ایسے شخص کے کہنے پر مصائب و آلام کو دعوت نہ دیتے۔ جو انہیں غلط راستہ پر چلا رہا تھا۔ ایسے غلط راستہ پر جس کی غلطی معمولی عقل و سمجھ سے کام لینے پر بھی واضح ہو جاتی تھی۔ مگر انہوں نے اس بات کی کوئی پروا نہ کی۔ اور آج ان کے متعلق گاندھی جی کو یہ کہنا پڑا۔ کہ چونکہ ان میں ستیہ گرہ کے صحیح اصُول کو سمجھنے کی اہلیت نہیں اس لئے انہیں ستیہ گرہ کو بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔

اخبار "پرتاپ" کا بیان

کانگرسی لیڈروں کے علاوہ کانگرسی اخبارات گاندھی جی پر جو لے دے کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس مضمون سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو اخبار "پرتاپ" (۱۱-اپریل) نے "ہمالیہ جیسی ایک اور غلطی" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اس میں مہاشہ کرشن صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں مہاتما گاندھی کے من کی مشینری کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ سول نافرمانی کو معطل کرنے کے لئے جو بیان انہوں نے شائع کیا ہے۔ اسے میں نے کئی بار پڑھا ہے۔ اور اس شردھا سے پڑھا ہے جو کہ ان کا ایک ایک شبد پاتا ہے۔ لیکن میں سمجھ نہیں سکا۔ کہ ان کے اس فیصلہ کے لئے کوئی نئی اور معقول وجہ پیدا ہوئی ہے۔ ان کے بیان کو پڑھ کر مجھے رنج ہوا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ میں سول نافرمانی کے معطل کئے جانے کے خلاف ہوں۔ وُہ تو پہلے ہی معطل شدہ ہے۔ اب صرف اس کا باقاعدہ اعلان ہوا ہے۔ مجھے رنج ہوا ہے۔ تو اس لئے کہ مہاتما جی نے اسے کسی معقول وجہ پر معطل نہیں کیا۔ اگر اسے معطل کیا جا سکتا تھا۔ تو ایک اور صرف ایک بنا پر کہ ملک میں اس تحریک کو جاری رکھنے کی شکتی نہیں رہی۔ اور یہ سچائی کے قریب بھی ہوتا۔ لیکن مہاتما جی نے اسے معطل کرنے کی وجہ یہ دی ہے۔ کہ ان کے ایک بھگت نے جس کی ان کی نگاہ میں بڑی قدر ہے۔ اپنے پرائیویٹ مطالعہ کی خاطر جیل کی مشقت کو پورا کرنے سے گریز کیا۔

اس قسم کی مثالیں اُن کے سامنے کئی بار آ چکی ہیں۔ پونہ کانفرنس میں جب انہوں نے اجتماعی سول نافرمانی بند کرکے انفرادی سول نافرمانی شروع کی۔ اس وقت بھی انہوں نے یہی کہا تھا۔ کہ لوگ ستیہ گرہ کی حقیقی سپرٹ کو نہیں سمجھتے۔ اور اس لئے اس پر عمل نہیں کرتے۔ اُسی وقت انہوں نے کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ سول نافرمانی کو قطعاً بند کیا جائے۔ اُن کے کسی بھگت کا مشقت سے گریز کرنا۔ ایسی نئی بات نہیں۔ جو آج پہلی بار اُن کے سامنے آئی ہو۔ اور اس سے ان کو اس قدر تکلیف پہونچی ہو۔ کہ انہوں نے تحریک کو معطل کرنے کا فیصلہ کر دیا جس تحریک کا جاری رہنا ایک شخص کے طرزِ عمل پر منحصر ہو۔ اُس کی آج بھی خیر نہیں۔ کل بھی نہیں۔ . . . . یہ اندھیر نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ سچائی کا تقاضا یہ تھا۔ کہ یہ کہہ کر تحریک کو بند کیا جاتا۔ کہ موجودہ حالات میں چل نہیں سکتی۔ . . . . میں نہیں سمجھتا۔ کہ جس وجہ پر مہاتما جی نے اس تحریک کو معطل کیا ہے۔ وُہ کسی کی تسلی کا موجب ہو سکتی ہے۔ میں ان لوگوں کی نہیں کہتا جن کے دل میں مہاتما جی کے لئے اس قدر گہری شردھا ہے۔ کہ اُن کا ایک ایک لفظ اُن کے لئے وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ وُہ اُن کے کسی فیصلہ کو عقل و دلیل کی کسوٹی پر پرکھنا کفر میں داخل سمجھتے ہیں۔ اُن کے لئے تو جو کچھ ہوا ہے اچھا ہوا ہے۔ لیکن اس مقدس دائرہ سے باہر کسی شخص کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے . . . . میرا مونہہ چھوٹا ہے۔ اس پر ایک بڑی بات کہنے لگا ہوں۔ اور شائد میرے کئی دوست اس پر ناراض بھی ہوں۔ لیکن یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا۔ کہ مہاتما جی کا سارا بیان بچوں کا ایک کھیل معلوم ہوتا ہے۔"

ان سطور میں گاندھی جی کے فیصلہ کو جہاں کھلے طور پر نامعقول۔ سچائی سے دُور۔ اندھیر۔ اور بچوں کا کھیل قرار دیا گیا ہے۔ وہاں یہ کہہ کر گاندھی جی کی مطلق العنانی کا بھی رونا رویا گیا ہے۔ کہ "جس تحریک کا جاری رہنا ایک شخص کے طرزِ عمل پر منحصر ہو۔ اُس کی آج بھی خیر نہیں کل بھی نہیں۔" اور آخر میں صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ "یہ فیصلہ دیتے ہُوئے مہاتما جی نے آئین کو پاؤں تلے کچل ڈالا ہے۔ اس فیصلہ سے مطلق العنانی کی بو آتی ہے۔"

دراصل کانگرسیوں کو آج گاندھی جی کی مطلق العنانی کی جو بو آ رہی ہے۔ صحیح الدماغ لوگوں کو وُہ اسی وقت سے محسوس ہو رہی تھی جس وقت گاندھی جی نے کانگرس پر قبضہ جمایا تھا۔ اور سارے کے سارے کانگرسی ان کے سامنے بے دست و پا ہو کر رہ گئے تھے۔ اگر ابتدا میں ہی اس مطلق العنانی کا قلع قمع کر دیا جاتا۔ اور گاندھی جی کو مختارِ کل بنا کر ان کی ہر بات پر سرِ تسلیم خم کر لینے کا طریقِ عمل اختیار نہ کیا جاتا۔ تو اہلِ ہند کو نہ تو ہر قسم کے مصائب و آلام کا نشانہ بننا پڑتا۔ اور نہ آج وُہ شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ جو سول نافرمانی کو ۱۴ سال اختیار کرنے کے بعد ترک کرنے پر حاصل ہُوئی ہے۔

ہمدردی اور خوشی

اس حالت میں ہمیں ان لوگوں سے پوری پوری ہمدردی ہے۔ جنہیں گاندھی جی کے پیچھے لگ کر سخت نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ اور جو پھر پھرا کر ناکام اسی مقام پر آ پہنچے ہیں۔ جہاں سے گاندھی جی کے پیچھے چلے تھے۔ لیکن اس میں ایک خوشی کا بھی پہلو ہے اور وُہ یہ کہ اب جبکہ گاندھی جی کی راہنمائی کی ناکامی کھلے طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔ اور یہ بات پایۂ ثبُوت کو پہونچ چکی ہے۔ کہ جس راہ پر گاندھی جی انہیں چلاتے رہے۔ وہ ناکامی اور بربادی کا راستہ تھا۔ تو امید کی جا سکتی ہے۔ کہ آئندہ آنکھیں بند کرکے گاندھی جی کے پیچھے چلنے سے پرہیز کیا جائیگا۔ ایک موٹی سے موٹی عقل رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو شخص چودہ سال کے طویل عرصہ میں ایسے لوگوں کو جن کے نزدیک اس کا ایک ایک لفظ "وحی" کا درجہ رکھتا تھا۔ اور جو اس کے کسی فیصلہ کو عقل و دلیل کی کسوٹی پر پرکھنا کفر میں داخل سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے اس کے کہنے پر ہر قسم کے جانی اور مالی نقصانات برداشت کئے۔ ایک انچ بھی اس مقام سے آگے نہیں لے جا سکا۔ جہاں وُہ کھڑے تھے۔ اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کہ آئندہ اس کے ذریعہ کامیابی حاصل ہو سکیگی۔ آج گاندھی جی نے جس سوراجیہ پارٹی کی خاطر سول نافرمانی کو کلیتہً ترک کر دینے کا اعلان کیا۔ اور اسے اسمبلی و کونسلوں میں داخل ہونے کی اجازت دیتے ہوئے ہر قسم کی امداد دینے کا یقین دلایا ہے۔ اسی سوراجیہ پارٹی سے اختلاف ظاہر کرتے ہُوئے آج سے دس سال قبل ۱۹۲۴ء میں یہ کہا تھا۔ کہ "لیجسلیٹو باڈیوں سے باہر رہنا ملک کے لئے ان میں جانے کی نسبت بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔" گویا جو بات دس سال قبل فائدہ مند تھی۔ اب وُہ نقصان رساں بن گئی ہے۔ حالانکہ گاندھی جی کو یہ بھی اقرار ہے۔ کہ لیجسلیٹو باڈیوں کی اب بھی وُہی حالت ہے۔ جو پہلے تھی۔ اور اس میں کچھ بھی تغیر نہیں ہُوا ایسے شخص کی مطلق العنانہ راہ نمائی کا جو انجام ہو سکتا ہے۔ وُہ ظاہر ہو چکا ہے اس کے باوجود اگر سبق حاصل نہ کیا جائے۔ اور سابقہ تباہی کو کافی سمجھ کر آئندہ اس سے بچنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں کی بدقسمتی اور حرماں نصیبی کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ جو گاندھی جی کو عقل و دلیل کی کسوٹی پر پرکھنا کفر سمجھتے ہیں۔

کشمیر کے مُسلمان ووٹروں کو شکایت

کشمیر میں قائم ہونے والی اسمبلی کے متعلق ووٹروں کی جو لسٹیں تیار کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق ہمیں معلوم ہُوا ہے کہ مسلمانوں میں بہت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ دیہاتوں میں یہ کام عام طور پر پٹواریوں سے کرایا گیا ہے۔ اور چونکہ سوائے شاذ و نادر کے تمام پٹواری ہندو ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شکایت پیدا ہوئی ہے۔ مثلاً قصبہ بانڈی پورہ۔ آرگام۔ کلوسہ۔ کھارہ پورہ۔ آچھ بل۔ قدل نخام اور منگی پورہ جہاں کے پٹواری ہندو ہیں۔ کل مسلمان ووٹروں کی تعداد ۵۶ قرار دی گئی ہے۔ اور غیر مسلم ووٹروں کی ۹۴۔ درآنحالیکہ تناسب آبادی کے لحاظ سے غیر مسلم مسلمانوں کے مقابلہ میں ان دیہات میں ایک فیصدی بھی آباد نہیں۔ یہی حال دوسرے دیہات میں نظر آتا ہے۔

لائل پور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقریر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحقیقِ حق میں کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۸ اپریل کو لائل پور کے جلسہ احمدیہ کے موقعہ پر کئی ہزار کے مجمع میں جو تقریر فرمائی۔ اس کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

برادران کرام! اللہ تعالےٰ نے انسان کو

بہت بڑے مقاصد

کے پورا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر انسان باوجود اس کے کہ اسے ایک ایسی

عظیم الشان حکمت

کے ماتحت پیدا کیا گیا ہے۔ اور اتنے بڑے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ جن کی عظمت کے خیال سے ہی دل خشیت سے بھر جاتا ہے۔ پھر بھی وہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف متوجہ اور ایسے حقیر امور کی جانب جھکا رہتا ہے۔ کہ عقلمند اس کی اس عمومی حالت کو دیکھ کر نہایت ہی حیران رہ جاتا ہے۔

انسانی پیدائش

کا کوئی نہ کوئی مقصد ہونے کے متعلق جتنے مذاہب بھی دنیا میں ہیں خواہ وہ کسی ملک کے ہوں۔ اور خواہ وہ کسی الہامی کتاب کے ماننے والے ہوں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انسانی پیدائش

خدا کے ساتھ ایک ہو جانے

اور اس کا دیدار حاصل کرنے کے لئے وقوع میں آئی ہے۔ اور اس مسئلہ کے متعلق مذاہب میں کوئی اختلاف نہیں۔ اہل ہنود کے علماء سے پوچھ لو۔ وہ یہی بتائیں گے۔ کہ انسانی پیدائش اسی لئے ہے کہ انسان ایک دن اپنے

پیدا کرنے والے میں جذب

ہو جائے۔ یہود سے پوچھو۔ تو وہ بھی یہی کہیں گے۔ کہ انسانی پیدائش کی غرض یہی ہے۔ کہ انسان خدا کی بارگاہ میں پہنچ جائے۔ مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے ساتھ ملاقات کی آرزو نہیں رکھتا۔ وہ نابینا اور گنہگار ہے۔ عیسائی بھی اسی بات کے مدعی ہیں۔ کہ جو شخص خدا کی طرف جھکتا ہے۔ اسے وہ اپنے تخت پر بٹھاتا ہے۔ سکھ اور زرتشتی وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ پیدائش انسانی کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ

انسان کا دل خدا کا گھر

بن جائے۔ اب غور کرو۔ یہ کتنا بڑا مقصد ہے۔ اب اس کے مقابلہ میں بنی نوع کی حالت دیکھو۔ تو یوں معلوم ہوگا۔ کہ جیسے کسی ملک کے لوگ ملکر یہ فیصلہ کریں کہ فلاں شخص کو تخت پر بٹھایا جائے۔ اس کے لئے وہ تاج و تخت تیار کرا رہے ہوں۔ مگر وہ چپکے سے ایک جھاڑو اور ٹوکرا اٹھا کر مکان سے باہر نکل جائے۔ اور پاخانہ صاف کرنے لگ جائے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے جسم کو

آلائشوں سے آلودہ

کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا نے جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ عام طور پر لوگ اسے پاتے نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جب انسان اس طرف کا رستہ ہی اختیار نہ کرے۔ جس طرف اسے جانا ہو۔ تو اس جگہ وہ پہنچ کیونکر سکتا ہے۔ پس اصل چیز جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ اور جس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

دلوں میں سنجیدگی

پیدا کی جائے۔ اور

خدا تعالےٰ کو حاصل کرنے کی کوشش

کی جائے۔ اگر یہ چیز نہیں۔ تو محض مسلمان کہلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا تسلیم نہیں کر سکتا کہ محض نام سے ہی سب کچھ مل جائے گا۔ قطع نظر اس سے کہ خدا کا خوف، اس کے دل میں ہے یا نہیں۔ بلکہ ہر مذہب والے کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ محض نام رکھ لینے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس کے لئے دل میں

خدا کا خوف اور خشیت

پیدا ہونی چاہیئے۔ اور اگر یہ چیز حاصل ہو جائے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ انسان گمراہ رہ سکے۔ خواہ اس سے کتنی ہی غلطیاں کیوں نہ سرزد ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی محبت ضرور اسے اپنی طرف کھینچ لے گی۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک شخص کی اولاد خراب ہو۔ اور وہ اس کی ہدایت کے لئے کوشش نہ کرے۔ اور جتنی محبت والدین کو اولاد سے ہوتی ہے۔ اس سے بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندہ سے ہے پھر یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ بندہ تباہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ اس کی ہدایت کی طرف توجہ نہ کرے۔ یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ کوئی خدا ہے ہی نہیں محض دھوکا ہے۔ وگرنہ انسان کی طرف وہ کیوں ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ اور یا پھر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ خدا ہاتھ تو بڑھاتا ہے لیکن اگر انسان خود اپنی مٹھیوں کو بند کرے۔ تو اس کا کیا علاج: کھانا موجود ہو لیکن کوئی شخص اپنا منہ بھینچ لے۔ تو اسے کس طرح کھلایا جا سکتا ہے۔ جو بچہ تعلیم حاصل نہ کرنا چاہے۔ اس کے والدین کی خواہش خواہ کتنی زبردست کیوں نہ ہو۔ اور وہ کتنا بھی چاہیں۔ اسے کس طرح علم سکھا سکتے ہیں۔ بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ قادر ہے

اور وہ اپنی قدرت سے انسان کو سب کچھ سکھا سکتا۔ اور سب کچھ اس سے کرا سکتا ہے۔ مگر اس سے انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس میں انسان کے لئے کوئی ثواب نہیں۔ جیسے لوہے کو لوہا بننے اور لکڑی کو لکڑی ہونے کا کوئی ثواب نہیں۔ ثواب اور اجر اسی چیز کا ہو سکتا ہے۔ جسے طبیعت پر بوجھ ڈال کر اور کوشش سے حاصل کیا جائے۔ مدرسہ میں محنت کرنے والوں کی ہی قدر کی جاتی ہے۔ یہ بات قدر کے قابل نہیں ہوتی۔ کہ کسی کے دو کان اور دو آنکھیں ہیں۔ پس یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ

جبر سے ہدایت

دے سکتا ہے۔ کیونکہ اس طرح پھر انسان کسی انعام کا مستحق نہیں ٹھہر سکتا۔ اللہ تعالےٰ کا منشاء یہ ہے۔ کہ انسان کو اپنے قرب کی نعمتوں سے ممسوح کرے۔ اور میرے نزدیک یہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ انسان مذہب کے متعلق غور کرتے وقت سب سے پہلے یہ خیال کرلے۔ کہ میں

دیانتداری کے ساتھ

اور خدا تعالےٰ کی خشیت کے ماتحت تحقیق کروں گا۔ شیخی یا بڑائی کا خیال اس کے اندر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نیک نیتی کے ساتھ تحقیق کرنی چاہیئے۔ ہمارے صوبہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں۔ پہلے تو ان کی بہت مخالفت کی گئی۔ مگر اب ان کی بہت قدر کی جاتی ہے خصوصاً پنجاب میں۔ میری مراد

مولوی عبداللہ صاحب غزنوی

سے ہے۔ جو سردار اہلحدیث تھے۔ ایک دفعہ کچھ لوگ ایک مولوی صاحب کو ان سے بحث کرانے کے لئے لے آئے۔ وہ صوفی منش آدمی تھے۔ اور اہلحدیث ہونے کے باوجود ان کا رجحان تصوف کی طرف تھا۔ مولوی صاحب کو لے جانے والوں نے کہا۔ کہ یہ فلاں مولوی صاحب ہیں۔ اور آپ سے تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے نیچی نظروں سے مولوی صاحب کی طرف دیکھا اور کہا ہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر نیت بخیر باشد

وہ بھی کوئی نیک آدمی تھے۔ کہنے لگے۔ بس میں سمجھ گیا۔ بحث فضول ہے۔ اور بحث کرنے سے انکار کر دیا۔

غرض انسان اگر اس مقصد کو سمجھ لے۔ جس کی خاطر وہ پیدا کیا گیا ہے۔ تو دین کے بارے میں

ہنسی اور مخول

کی طرف اس کی توجہ جا ہی نہیں سکتی۔ اس کا دل ہر وقت خشیت الٰہی سے دبا رہتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ میں لوگوں سے لڑتا پھروں۔ مجھے خدا کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرنا چاہیئے

ابھی وقت تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہونے سے دو منٹ قبل مجھے

ایک اشتہار

دیا گیا ہے۔ جس میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ مباحثہ کر لو۔ ہم نے یہاں کی لوکل جماعت احمدیہ کو چیلنج دیا تھا۔ مگر وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہو سکی۔ اب آپ یہاں آئے ہیں۔ اس لئے واپس جانے سے پہلے خود مباحثہ کریں۔ اب ہر شخص اپنی جگہ پر غور کر سکتا ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو سوائے خاص قومی کاموں اور ضروریات کے کبھی اپنے مرکز کو نہیں چھوڑتا۔ ایک خاص کام سے یہاں آتا ہے۔ تو ایسے موقعہ پر اسے

مباحثہ کا چیلنج

دینے کے معنی ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ تحقیق حق کے لئے کیا یہی ضروری ہے۔ کہ میں ہی مباحثہ کروں۔ اور میرے یہاں سے چلے جانے کے بعد تحقیق حق کا امکان نہ رہے گا۔ کیا کسی غیر مسلم کا یہ قول صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فوت ہو چکے اب میں کس سے اسلام سمجھوں۔ کیونکہ صرف انہی سے میں سمجھنا چاہتا ہوں۔ جب یہاں مقامی جماعت احمدیہ موجود ہے۔ اور وہ مباحثہ کا انتظام کر سکتی ہے۔ تو اس کے کیا معنے ہیں۔ کہ میں اپنے پروگرام کو جو مقرر ہے۔ توڑ کر مباحثہ کروں۔ چیلنج دینے کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کہہ دے۔ بھاگ گئے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہی بھاگنا ہے۔ تو ہمیشہ ہی

خدا کے بندے

ایسی بھاگ بھاگتے آئے ہیں۔ ہمارا کام تو تبلیغ حق ہے۔ اور ہم اس کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر چیلنج دینے والوں کو واقعی

تحقیق کا شوق

ہے۔ تو میں ہندوستان میں ہی رہتا ہوں۔ کسی بیرونی ملک میں نہیں وہ شوق سے قادیان آئیں۔ ہم انہیں ٹھہرائیں گے۔ اسی غرض سے ہم نے مہمانخانہ بنایا ہوا ہے۔ ان کے کھانے وغیرہ کا خود انتظام کریں گے۔ وہاں تحقیق کر لیں۔ پھر یہاں ہماری جماعت موجود ہے۔ علماء موجود ہیں۔ ان سے تحقیق کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ

محض اکھاڑہ قائم کرنا

چاہتے ہیں۔ تو میں ان کو نصیحت کروں گا۔ کہ اے خدا کے بندو۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں بہت بڑی غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ جو اس غرض سے دور لے جانے والی ہیں۔ محبت پیار اور خدا کا خوف اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ کہ انہی چیزوں سے خدا مل سکتا ہے۔ انہی سے لوگوں کے دلوں پر اثر ہو سکتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ بندہ سچا ہے۔ تو اس کا سچ اس کے کام آئے گا۔ اور تمہاری مخالفت اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ لیکن اگر یہ جھوٹا ہے۔ تو اس کا جھوٹ ہی اسے تباہ کر دے گا۔ سچائی ہمیشہ اپنے لئے آپ رستے نکال لیتی ہے۔ اور جھوٹ کو خواہ کتنا بھی کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے۔ وہ کبھی کھڑا نہیں رہ سکتا جھوٹ کبھی غالب نہیں آ سکتا۔ جھوٹ کو غالب کرنے کی کوشش کرنا ہی وہ غلطی ہے۔ جو سارے

مذاہب میں اختلاف کا موجب

ہے۔ اگر مسلمان اس امر پر غور کرتے۔ کہ بعض لوگ ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں۔ جکی لوگوں نے مخالفت کی۔ ویسی ہی مخالفت جیسی حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور دوسرے نبیوں کی کی گئی۔ مگر خدا تعالےٰ نے انجام کار انہیں فتح دی۔ اور ان کی قوم کو ان کے ماتحت کر دیا تو وہ حضرت کرشن اور حضرت رام چندر کو کبھی جھوٹے نہ کہتے۔ پھر اگر وہ اس نکتہ کو سمجھ لیتے۔ کہ ہمیشہ

صداقت ہی دنیا میں کامیاب

ہوا کرتی ہے۔ تو وہ یہ نہ کہتے۔ کہ یہ نبی نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ہندو اس بات کو سمجھ لیتے۔ تو وہ کبھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہ کہتے۔ اتنا تو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی خدا ہے۔ تو کیا اس پر افترا کر کے کوئی بچ سکتا ہے۔ کیا کوئی دنیوی گورنمنٹ ایسی ہے۔ کہ کوئی شخص غلط طور پر کہے۔ میں اس کا نمائندہ ہوں۔ تو اسے نہ پکڑے۔ پھر کیا عجیب بات نہیں۔ کہ دنیوی حکومتیں تو اتنی ہوشیار ہوں۔ کہ جعلساز کو فوراً پکڑ لیں مگر

جھوٹے مدعی

کو خدا کچھ نہ کہے۔ بلکہ اسے پتہ بھی نہ ہو۔ کہ اس کے نام پر کیا کیا دھوکے ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ سمیع اور بصیر ہے۔ اور دنیا کے بادشاہوں کی اس کے مقابل پر کچھ بھی حیثیت نہیں ہے۔ ممکن نہیں۔ کہ کوئی شخص اس پر افترا کرے۔ اور پکڑا نہ جائے۔ ایسے شخص کو ضرور اللہ تعالےٰ اپنی

طاقت کا نمونہ

دکھاتا ہے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا اس بات کا محتاج ہے۔ کہ بندے اس کا نام پھیلانے کے لئے بے جا جوش دکھائیں۔ اور

خلاف اخلاق حرکات

کریں۔ اس سے دین کی کبھی ترقی نہیں ہو سکتی۔ غور تو کرو۔ دنیا میں جو تمام بزرگ گذرے ہیں۔ وہ پتھر مارنے والے تھے۔ یا کھانیوالے کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں ہوا۔ جس نے دوسروں پر پتھر پھینکے ہوں۔ اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوا۔ جس پر مخالفین نے تشدد نہ کیا ہو۔ مسلمان خوب جانتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف میں پتھروں کی جھولی بھر کر نہ لے گئے تھے۔ بلکہ

طائف والوں نے

آپ پر پتھر برسائے تھے۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔ وہ ماریں کھاتے ہیں۔ مگر پھر بھی مونہہ سے یہی کہتے جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اور میں بھی ایسے لوگوں کے لئے جو ناجائز طریقے اختیار کرتے ہیں۔ خدا گواہ ہے۔ ایسا ہی کرتا ہوں۔ ان کی باتیں میرے لئے کبھی بھی

وجہ ملال

نہیں ہوئیں۔ میں نے خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی دعائیں کی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دے۔ دراصل جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ محبت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف لائے۔ نہ کہ متنفر کر کے بھگا دے۔ پس اگر میں اس دعویٰ میں سچا ہوں۔ کہ میں نے صداقت کو پا لیا۔ تو میری کوشش لازماً یہی ہو گی۔ کہ

لوگوں کو خدا کی طرف

لاؤں۔ نہ کہ دور بھگاؤں۔ دنیا میں لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ہاتھ تک جوڑنے میں تامل نہیں کرتے۔ اور اگر یقین ہو جائے کہ لوگ خدا کے ہو جائیں گے۔ تو ہمیں ان کے آگے

ہاتھ جوڑنے میں

بھی پس و پیش نہ ہو گا۔ ان کی گالی گلوچ اور اینٹ کوئی چیز نہیں اگر ہمیں یقین ہو۔ کہ جان دینے سے بھی یہ لوگ ایمان لے آئیں گے تو ہم اسے ایک

بہت بڑی سعادت

سمجھیں گے۔ کابل میں ہماری جماعت کے ایک بزرگ کو حکومت نے گرفتار کر لیا۔ اور الزام یہ لگایا۔ کہ اس نے نیا دین قبول کیا ہے۔ جو جہاد کی مخالفت کرتا ہے۔ اس وجہ سے یہ افغانستان کا دشمن۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ علماء کے کہنے سے بادشاہ نے ان کی سنگساری کا حکم دے دیا۔ وہ ایک بہت بڑے اور

صاحب عزت بزرگ

تھے۔ کہ امیر حبیب اللہ خان کی تخت نشینی کے وقت تاجپوشی انہوں نے ہی کی تھی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ملک میں ان کو مذہبی لحاظ سے سب سے بڑا تصور کیا جاتا تھا۔ وہ بہت بڑے دولت مند اور جاگیردار تھے۔ ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے۔ ایسے انسان کے لئے معمولی سی تکلیف بھی برداشت کرنا مشکل ہوتی ہے۔ مگر انہیں ایک میدان میں جہاں تمام لوگ جمع ہوئے لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ علماء نے بادشاہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا کہ پہلا پتھر آپ پھینکیں۔ مگر اس نے کہا کہ یہ میرا فتوےٰ نہیں بلکہ آپ کا ہے۔ چنانچہ علماء کی طرف سے پتھر پھینکے گئے۔ اور پھر سب لوگوں نے سنگ باری شروع کر دی۔ مگر وہ ہاتھ اٹھا کر اس وقت بھی یہی دعا مانگ رہے تھے۔ کہ خدایا میری قوم ناواقف ہے۔ اس پر عذاب نازل نہ کرنا تو ہماری غرض

ہدایت کی طرف لانا

ہے۔ اسی شہر میں ایک بیرسٹر تھے۔ معلوم نہیں آج کل یہاں ہیں۔ یا نہیں۔ میں ان کا نام نہیں لیتا۔ تاکہ اگر یہاں ہوں۔ تو شرمندگی نہ ہو میں جب

حج کے لئے

جا رہا تھا۔ تو وہ بھی ڈگری لینے کے لئے اسی جہاز میں جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک اور ہندو بیرسٹر بھی تھے۔ جو ان دنوں لاہور میں پریکٹس کرتے ہیں۔ اور مشہور بیرسٹر ہیں۔ وہ عام طور پر مذہبی گفتگو کرتے رہتے تھے۔ اور جب ان کو علم ہوا۔ میں احمدی ہوں۔ تو مذہبی گفتگو کا سلسلہ اور بھی لمبا ہونے لگا۔ وہ بعض اوقات

بانی سلسلہ احمدیہ کو گالی

بھی دے دیتے۔ مگر میں تحمل سے جواب دیتا۔ آخر گیارہ دن کے بعد جب ہم سویز پہنچے۔ تو نا معلوم کس طرح انہیں علم ہو گیا۔ کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کا بیٹا ہوں۔ اس پر وہ بہت گھبرائے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ کہ معاف کیجئے۔ مجھے علم نہ تھا۔ اس لئے سخت الفاظ بعض اوقات مونہہ سے نکل گئے۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ اگر میں برا مانتا۔ تو آپ سے کہہ دیتا۔ میں تو چاہتا تھا۔ کہ آپ کھل کر اعتراض کریں۔ پس یہ چیزیں ہماری نگاہ میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتیں۔ ہمارا

ایک ہی مقصد

ہے۔ اور وہ یہ کہ بندوں کو خدا سے واصل کر دیں۔ اس میں ہماری کوئی ذاتی غرض مخفی نہیں۔ میں اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں۔ کہ جب میں بہت چھوٹا تھا۔ یعنے میری عمر

صرف گیارہ سال

کی تھی۔ تو ایک دفعہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کیا میں احمدی اس لئے ہوں۔ کہ میں مدعی مسیحیت و مہدویت کا بیٹا ہوں۔ یا اس لئے کہ یہی صداقت ہے۔ اور خدا جانتا ہے۔ کہ میں گھر کی چھت کے نیچے نہیں داخل ہوا۔ جب تک مجھے یقین نہیں ہو گیا۔ کہ عقل سے سمجھ کر میں نے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ اور یہی صداقت ہے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ میں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر مجھے یقین نہ ہوا۔ کہ یہ صداقت ہے۔ تو میں یہیں سے باہر نکل جاؤں گا۔ کہیں چلا جاؤں گا۔ اور گھر میں ہرگز داخل نہیں ہوں گا۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ہمیں ثابت کر دے۔ کہ خدا اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے میں نہیں ملتا۔ بلکہ اس کی باتیں ماننے سے ملتا ہے۔ تو ہم غلاموں کی طرح اس کے پیچھے چلنے کو تیار ہیں۔

ایک ایمان افزا واقعہ

لائلپور سے واپسی کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ملک غلام محمد صاحب لاہوری کے ایک گاؤں احمد پور میں تھوڑی دیر کے لئے ملک صاحب کی درخواست پر بذریعہ موٹر تشریف لے گئے حضور نے ملک صاحب کے مکان میں اس موضع کے احمدیوں کو شرف زیارت بخشا۔ اور بعض مستورات نے بیعت کی۔

یہاں کی ایک غریب عمر رسیدہ خاتون کا ایک عجیب واقعہ ہے جو نہایت ایمان افزا ہے۔ اس بڑھیا کے بیٹے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ جب حضور کے لائلپور تشریف لانے کی خبر معلوم ہوئی۔ تو میری ماں نے کہا۔ کہ قادیان جلسہ سالانہ پر تو میں نہیں جا سکتی مجھے لائلپور ہی لے چلو۔ تاکہ میں حضرت صاحب کی زیارت کر سکوں۔ میں نے قریب کے ایک گاؤں ڈیری والا کے احمدیوں سے جا کر دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لائلپور میں مہمان مستورات کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ میں اپنی والدہ سے یہ بات کہہ کر خود لائلپور روانہ ہو گیا۔ میں گھر سے باہر نکلا ہی تھا۔ کہ میری والدہ سجدہ میں گر پڑیں۔ اور یہ دعا کرنی شروع کی۔ کہ اللہ تعالےٰ زیارت کا کوئی سامان پیدا کر دے جب حضور ملک صاحب کے گاؤں آئے۔ تو اس بڑھیا نے بھی حضور کی زیارت کی۔ اور بہت خوش ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ کوئی بزرگ تھے۔ ان کے نام بادشاہ نے سمن جاری کیا۔ کہ فلاں دن حاضر ہوں۔ وہ اس کے مطابق جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں آندھی اور بارش آگئی۔ اور وہ پناہ لینے کے لئے ایک جھونپڑی میں جو پاس ہی تھی۔ جانے کے لئے مجبور ہو گئے جب وہ اجازت طلب کر کے اندر داخل ہوئے۔ تو وہاں انہوں نے ایک لولا لنگڑا شخص لیٹا ہوا دیکھا۔ اس نے جب ان سے پوچھا۔ کہ آپ کا نام کیا ہے۔ اور آپ کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنا نام بتایا اور کہا۔ کہ بادشاہ کا سمن میرے نام جاری ہوا ہے۔ اس کے مطابق جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا سمن وغیرہ تو کچھ نہیں۔ یہ تو خدا تعالےٰ نے میرے ملنے کا سامان کیا۔ اور اس طرح آپ کو میرے پاس لایا ہے۔ کیونکہ میں دس سال سے آپ کی شہرت سننے کے بعد دعائیں کر رہا تھا۔ کہ آپ کی زیارت کا موقعہ ملے۔ لیکن کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اسی اثنا میں بادشاہ کا دوسرا پیادہ آپہنچا۔ اور اس نے کہا۔ غلطی سے سمن آپ کے نام چلا گیا تھا۔ آپ آنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ اسی قسم کا یہ واقعہ ہے۔

ملک صاحب کی درخواست پر حضور ان کے موضع کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور پھر وہاں کے لوگوں کو بطور نصیحت پنجابی زبان میں چند کلمات فرمائے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عام طور پر لوگوں کو اپنی پیدائش کی غرض کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ حالانکہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اگر انسان کرتا ہے۔ تو اس کی غرض اسے معلوم ہوتی ہے۔ جب وہ کھیت کی طرف بیلوں اور ہل کو لے کر جاتا ہے۔ تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ہل چلائے لیکن اتنی بڑی زندگی کے متعلق وہ کبھی غور نہیں کرتا۔ کہ اس کی کیا غرض ہے۔

زندگی کی غرض جو قرآن کریم نے بیان کی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا لقاء اور اس سے ملنا ہے۔ پس اس کی طرف سب کو توجہ کرنی چاہیئے اسی کا نام دین ہے۔ اور یہ ہر ایک کو حاصل کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے اس عذر کو توڑ دیا جبکہ اس دین کو اس نے ایک ایسے انسان کے ذریعہ بھیجا۔ جو خود ان پڑھ تھا۔ (صلے اللہ علیہ وسلم) پس ان پڑھ ہونا دین سیکھنے میں روک نہیں۔ سورۂ فاتحہ کے معنی سیکھ کر نماز خشوع و خضوع سے پڑھنی چاہیئے۔ اسی طرح دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی زندگی کی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

خاکسار حشمت اللہ

چند متلاشیانِ حق کا خط

ذیل میں اس خط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو کہ ڈھاکہ سے کئی معززین کے دستخطوں سے جن میں دو ہندو صاحبان بھی ہیں۔ دفتر دعوت و تبلیغ میں پہنچا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ لوگ روحانی پانی کے کس قدر پیاسے ہیں۔ یہ خط احمدی بھائیوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ حق و صداقت کی اشاعت میں بیش از بیش جدوجہد کریں۔ اور جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم کی مکمل طور پر تعمیل کریں مذکورہ بالا خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے

جناب عالی! اگلے روز آپ کا اشتہار دیکھا گیا جس میں امام مہدی علیہ السلام کے ضلع گورداسپور پنجاب میں پیدا ہونے کی خوشخبری درج تھی۔ چونکہ ہمیں اس امر سے گہری دلچسپی ہے۔ اس لئے التجا ہے۔ کہ آپ ہمیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش ان کے کاموں اور معجزات سے مطلع کریں۔ آج کل کے مذہبی اختلافات کی موجودگی میں ہم سخت ورطۂ حیرت میں ہیں۔ کہ کدھر جائیں۔ اور کسے مانیں۔ اپنی پیاس کو بجھانے کے واسطے ہم موجودہ زمانہ کے نام نہاد مولویوں سے یاجوج ماجوج دابۃ الارض اور یوم قیامت کے متعلق دریافت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان میں سخت اختلاف آراء پایا جاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ بتلاتے ہیں۔ اس سے ہماری مطلق تسلی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہم آپ سے التجا کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظارتوں کے اعلانات

نظارت بیت المال کا ضروری اعلان

تنظیم کا لفظ اگرچہ بطور ایک نظریہ کے بھی خوش کن ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اس کے ثمرات سے روز بروز بیش از پیش بہرہ ور ہو رہی ہے۔ جوں جوں بفضل خدا اس میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس کے باریک در باریک جزئیات بھی پیش نظر آتے جاتے ہیں۔ یہ ترقی انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گی۔ تاکہ ساری جماعت احمدیہ کے افراد ایک تنِ واحد کے حکم میں آجائیں۔ اور ہر شخص کے رنج وراحت کا اثر کل جماعت پر پڑے۔ ابھی ہم اس تنظیم کے جو اغیار کی نظر میں حیرت انگیز ہے۔ ابتدائی مراحل سے گذر رہے ہیں۔

پہلا درجہ اس تنظیم کا یہ ہے۔ کہ احمدی اصحاب ہر جگہ جماعتی رنگ رکھتے ہوں۔ اس لئے جماعتی کاموں میں انفرادی حیثیتوں کی موجودگی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ جماعتی مطمح نظر کے خلاف ہے۔ پس ہم چاہتے ہیں۔ کہ کل احمدی افراد جہاں تک ممکن ہو جماعتوں میں شامل ہو جائیں۔ اور حتی الامکان ایک فرد بھی الگ نہ رہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ ابھی تک چندہ کے معاملہ میں بعض دوست کسی جماعت کے ساتھ مل کر چندہ نہیں بھیجتے۔ بلکہ اپنا چندہ الگ بھیجتے ہیں۔ ایسے دوست اکثر صاحب ثروت اصحاب ہیں۔ جو معقول رقوم چندہ کی دیتے ہیں۔ سب دوستوں کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ اور تحقیقی اجر کی توقع اسی مولا کریم سے رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے سب دوست اپنے مقام رہائش کی یا کسی قریب کی جماعت سے ملحق ہو جائیں اور اپنا موعودہ چندہ اس جماعت کے بجٹ میں شامل کریں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے دوستوں کے تبادلوں کے وقت کچھ دقت پیش آتی ہے۔ مگر یہ ایسی دقت نہیں۔ جو دوسرے دوستوں کے متعلق جو جماعتوں کے ساتھ شامل ہیں۔ پیش نہ آتی ہو۔ اور جس کا کوئی حل نہ ہو۔ یا جس پر وحدت جماعت کو قربان کیا جا سکے۔ ایسے حالات میں صرف اس قدر ضروری ہے۔ کہ جب کسی دوست کا ایک جماعت کے علاقہ سے تبادلہ ہو جائے۔ تو وہاں کی جماعت کے کارکن اصحاب کے ذمہ ہوگا کہ جس جگہ وہ دوست تشریف لے جائیں۔ وہاں کے سکرٹری صاحب کو ان کے بجٹ کی رقم سے اور رقم وصول شدہ اور بقایا سے اطلاع دیں۔ نیز دفتر بیت المال میں بھی اطلاع دیں تاکہ جس جماعت میں وہ دوست تشریف لے جائیں۔ وہاں کے بجٹ میں وہ رقم بڑھا دی جائے۔ جب تک کارکنان جماعت ایسا نہ کریں گے۔ وہ رقم بدستور ان کے ذمہ رہے گی۔

دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوگا۔ کہ اہل ثروت اصحاب کے لئے جن میں سے بعض مقامی جماعتوں سے میل جول کم رکھتے ہیں۔ میل جول کے مواقع بڑھ جائیں گے۔ اور یہ برادرانہ میل جول خود ان کے لئے اور جماعت کے لئے بہت سے حسنات و برکات کا موجب ہوگا۔ اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

اگر کوئی مقامی جماعت قریب نہ ہو۔ تو وہ اپنے وطن کی جماعت سے یا خود قادیان کی جماعت سے ہی اپنا الحاق کر سکتے ہیں۔

اس انتظام کے باوجود بھی اگر ضرورتاً کوئی دوست اپنا چندہ براہ راست بھیجنا چاہیں۔ تو وہ تفصیل اور جماعت کے نام کے ساتھ بھیج سکتے ہیں۔ تا ان کا چندہ اس جماعت کی آمد میں شامل ہو جائے۔ جس سے ان کا الحاق ہے۔ اس طریق سے علاوہ دیگر امور کے حسابی معاملات میں بہت حد تک سہولت اور باقاعدگی متصور ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ سب دوست کسی نہ کسی جماعت سے ضرور الحاق کریں گے

ناظر بیت المال

ایک فائدہ مند تجارت

ایک دوست کو جو ایک فائدہ مند کارخانہ قادیان میں کھولنا چاہتے ہیں۔ چار یا پانچ ہزار روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہے۔ اس کے عوض وہ اپنے دو ایک مکان رہن باقبضہ رکھنے کے لئے آمادہ ہیں۔ صدر انجمن ان مکانوں کی مالیت اور کرایہ وغیرہ کے متعلق تحقیقات کر رہی ہے۔ اس تحقیق کے مکمل ہو جانے پر ان کو مناسب رقم بطور قرضہ دی جائے گی جو دوست صدر انجمن کی اس ذمہ واری پر کہ اس دوست کے مکانات وغیرہ کی جانچ پڑتال اچھی طرح کر لے۔ ان کو قرضہ دینے کے لئے رضامند ہوں۔ وہ صیغہ ہذا سے خط و کتابت کریں۔ مکانات کا جو کرایہ وصول ہوگا۔ اس کو صیغہ ہذا حصہ رسدی تمام قرضہ دہندگان پر تقسیم کر دیا کریگا مکانوں کی شکست و ریخت اور مرمت کا خرچ مرتہنوں کے ذمہ ہوگا۔

(ناظر امور عامہ)

دو مفقود الخبر اصحاب کے متعلق اعلان

مندرجہ ذیل دوستوں کے موجودہ اور صحیح پتوں کی ضرورت ہے۔ اگر کسی احمدی دوست کو ان کا پتہ لگ سکے۔ تو نظارت امور عامہ میں اطلاع دیں۔

(۱) غلام فرید صاحب ککے زئی سکنہ عالیانہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ ۴ سال ہوئے افریقہ میں گئے تھے ان کی ایک لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ عرصہ تین سال سے نہ انہوں نے اپنے گھر میں خرچ بھیجا اور نہ ہی کوئی خط۔ ان کی بیوی اور بچے سخت تشویش اور مشکلات میں ہیں۔ افریقہ کے احمدی اصحاب خصوصیت سے ان کا پتہ لگائیں۔ اور ان کے متعلق اطلاع دیں۔

(۲) ایک لڑکا مسمی سردار خان جس کو اس کے خسر محمد خان صاحب احمدی میرٹھ لے گئے تھے۔ اور وہاں دوکانداری کا کام کرتا تھا۔ عرصہ سے اس نے اپنی والدہ کو اپنے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی۔ اس لئے آپ کی والدہ مسمات فتح بی بی سخت تشویش میں ہے۔ احباب جماعت میرٹھ اس کے متعلق توجہ فرمائیں۔ (ناظر امور عامہ)

انگریزی ترجمہ قرآن

ترجمۃ القرآن کے متعلق متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے کہ اس کے کم از کم دو ہزار خریدار بن جائیں۔ تو طباعت کا انتظام کیا جائے۔ مگر ابھی تک دوستوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ گذشتہ ہفتہ قادیان کی لوکل جماعت نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اور مختلف حلقوں میں مختلف اصحاب کے وفود اس کی خریداری کی تحریک کر رہے ہیں۔ توقع ہے کہ انکی کوشش سے کئی سو خریدار یہاں سے ہی بن جائیں گے۔ اگر بیرون جات کے دوست بھی اسی طرح منظم کوشش فرمائیں تو دو ہزار کیا کئی ہزار خریدار بنائے جا سکتے ہیں۔

توقع ہے۔ کہ احباب جماعت اس طرف توجہ فرماتے ہوئے جلدی دو ہزار خریداروں کے نام اور فی نسخہ عہ کے حساب سے جمع شدہ رقم دفتر تالیف و تصنیف قادیان میں بھیجوا کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ تاکہ اس رقم سے ترجمۃ القرآن کی طباعت کا انتظام ہو سکے۔ (ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

ضروری اعلان

ایک شخص جس کا حلیہ یہ ہے۔ درمیانہ قد۔ رنگ سانولا۔ ڈاڑھی مونچھ صفا۔ عمر قریباً ۴۲ سال بہت باتونی۔ باربار تھوکتا ہے۔ بے کار۔ مفلس و نادار۔ گھر بار سے سبکدوش ہے۔ کبھی کبھی کوٹ پتلون اور ہیٹ استعمال کرتا ہے۔ گذارہ لوگوں سے قرض لے کر کرتا ہے۔ اپنا احمدی ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اور چند معزز احمدیوں کی چٹھیاں پیش کرتا ہے۔ احباب اس کے دھوکہ سے بچیں۔ اور ہوشیار رہیں (ایک واقف کار)

ہندو مندروں اور ہندو آبادیوں سے زلازل کا خاص تعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت جو درد سخت زلزلے ہندوستان میں آئے ہیں۔ ان کا ہندو مندروں اور ہندو آبادیوں سے خاص تعلق معلوم ہوتا ہے۔ روحانیت میں شرک خطرناک جرم ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم۔ یعنی شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ نیز اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ یعنے شرک ایسا جرم ہے۔ کہ اس کی وجہ سے قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ گر جائیں۔

۱۹۰۵ء میں دھرم سالہ میں زلزلہ آیا۔ اور ۱۵ جنوری کو بہار اور نیپال میں۔ ان سے زمین پھٹ گئی۔ اور پہاڑوں کے حصے گر گئے۔ اور یہ ایسے علاقوں میں ہوا۔ جو ہندو کفر اور شرک کے گڑھ ہیں۔ پہلے زلزلہ میں جوالا مکھی کے پہاڑ پر تباہی آئی۔ اور "لاٹاں والی دیوی" اپنے پرستاروں کو نہ بچا سکی۔ جوالا مکھی کے ارد گرد کی تمام آبادی معہ پوجاریوں کے ایک آن کی آن میں تحت الثریٰ میں پہنچا دی گئی۔ اور خود دیوی کا مندر بھی بالکل تباہ ہو گیا۔ اور غالباً اب تک تعمیر ہو رہا ہے۔ اس علاقہ میں زیادہ آبادی ہندوؤں کی ہے۔ اور مسلمانوں کے دائرہ اثر سے باہر ہونے کی وجہ سے بت پرستی۔ برہمن پرستی اور توہم پرستی زوروں پر ہے۔ ان پہاڑوں میں جو مسلمان پائے جاتے ہیں۔ وہ بھی اپنے بزرگوں کی قبور کی پرستش میں سرگرم ہیں۔ یہی حالت بہار کی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے غضب کے دھکے نے جن مقامات کو چکنا چور کر دیا ہے۔ وہ ہندو اثرات اور ہندو مذہب کے مرکزوں میں سے تھے۔ علاقہ نیپال اور وہاں کی راجدھانی۔ کھٹمنڈو۔ سیتا مڑھی۔ دربھنگہ اور بھاگل پور ان تمام علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی غالباً ۱۰ فی صدی سے کچھ زائد ہے۔ اور یہ تمام ہندو راجاؤں اور ہندو مذہب کی شان اور شوکت کے مقامات تھے۔ اور جیسا کہ ۱۹۰۵ء میں جوالا مکھی کی آگ مدھم پڑ گئی۔ اسی طرح سیتا مڑھی کی تباہی اور کھٹمنڈو دربھنگہ اور بھاگل پور کے راجاؤں کے محلات کی بربادی خاص طور پر قابل غور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

خوب کھل جائے گا لوگوں پر کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ھردوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار

مذکورۃ الصدر اشعار اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کہ ہندو مندروں اور ہندو راجاؤں کے محلوں پر خاص طور پر تباہی آئیگی۔ جس سے ثابت ہوگا۔ کہ موجودہ ہندو مذہب جاذب غضب الٰہی ہے ؛

اللہ تعالےٰ رحم کرنے والے پر رحم کرتا ہے۔ اور جو تشدد پسند لوگ ہیں۔ وہ اس کی درگاہ سے راندے جاتے ہیں۔ آج کل ہندو اقوام میں بہت خشونت اور قساوت قلب آگئی ہے۔ اور جب وہ حملہ کرتے ہیں۔ تو ظلم اور تشدد کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں ؛

چند سال ہوئے کہ ہندوؤں نے بہار میں ایک خاص وقت مقرر کر کے مسلمانوں پر تمام ملک میں سخت حملہ کیا تھا۔ اسی طرح انہی دنوں عید قربان پر اجودھیا میں جس روح کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ تباہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ اگر حکومت وقت ہندوؤں کی کثرت کی وجہ سے خائف ہو۔ اور شورش پسند لوگوں کو عبرتناک سزا نہ دے سکے۔ تو اللہ تعالےٰ جو احکم الحاکمین ہے نہ کسی سے ڈرتا ہے۔ اور نہ اس کو کسی کی پروا ہے۔ ظالموں کے لئے ایسی تباہی لا سکتا ہے۔ جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف ہے کہ مسلمانوں میں سے بھی ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دل پتھروں کی طرح سخت ہیں۔ تاہم اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کو یہ حق نہیں دیا۔ کہ کمزوروں پر ظلم و ستم کرے۔ اور اختلاف عقائد کی وجہ سے ان کو درندوں کی طرح چیرنا اور پھاڑنا شروع کر دے۔ اور اس ہلاکت آفرین جوش اور مجنونانہ اثر کے ماتحت عورتوں بچوں اور بوڑھوں اور بیماروں پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے پرہیز نہ کرے۔ ایک انگریز نے لکھا ہے۔ کہ یہ زمین زلازل کی وجہ سے قابل رہائش نہیں لیکن کیا زلازل سے بڑھ کر خطرناک وہ مجنونانہ ذہنیت نہیں ہے جس میں آج کل متعصب ہندو گرفتار ہیں۔ اور کسی قوم یا ملت کے افراد اس بات سے محفوظ نہیں۔ کہ کس وقت اچانک ان پر ان کی ہمسایہ قوم حملہ کر دے۔ اور ان کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔

سمجھدار اور شریف ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس ذہنیت کو بدل دینے کی کوشش کریں۔ تاکہ ہندوستان انسانوں اور مہذب انسانوں کے رہنے کی جگہ بن سکے ؛

فتح محمد سیال

درہ شیر خان (پونچھ) میں تبلیغی جلسہ

۱۶ اپریل ۳۷ء کو منجانب سیکرٹری جماعت احمدیہ درہ شیر خان جماعت احمدیہ پونچھ کو اطلاع پہنچی۔ کہ ۱۸-۱۹ اپریل کو درہ شیر خان میں تبلیغی جلسہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب احمدی مبلغ سردار عباس علی خان صاحب نمبردار۔ سردار حسین خان صاحب نمبردار اور منشی عبد الحمید خان صاحب ساکنان کنوئیاں (پونچھ) و خاکسار پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ معہ مسٹر حبیب احمد صبح ۷ بجے پونچھ سے روانہ ہو کر ۲ بجے درہ شیر خان جو پونچھ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پہنچ گئے۔ اور نماز جمعہ پڑھی۔ ۱۸ اپریل جلسہ زیر صدارت سردار عباس علی خان صاحب شروع ہوا جس میں قاضی نور الدین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ مباڑہ نے افتتاحی تقریر نہایت مدلل پیرایہ میں کی۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نے خصوصیات اسلام پر تقریر کی۔ اور ۵ بجے جلسہ ختم ہوا۔ ۱۹ اپریل کو زیر صدارت خاکسار گیارہ بجے جلسہ شروع ہوا۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ ٹائیں نے نصف گھنٹہ تقریر کی۔ جلسہ امروزہ میں غیر احمدی احباب کثرت سے شامل ہوئے۔ مولوی اللہ دتا صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ کوئی نے اجراء نبوت پر تقریر کی۔ ان کے بعد مولوی محمد حسین صاحب کی تقریر وفات مسیح ناصری۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ جوابات اعتراضات مخالفین سلسلہ احمدیہ عام فہم پیرایہ میں ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک دن قبل جو لوگ ہمارے ساتھ مل کر بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آج ہمارے ساتھ نمازیں باجماعت ادا کر رہے تھے۔ دوران تقریر میں پانچ غیر احمدی اصحاب نے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ کہ آج ہم پر حق کھل گیا ہے۔ ہماری بیعت کا اعلان کیا جائے۔ اس کے بعد خاکسار نے سامعین کا و جماعت ہائے احمدیہ چار کوٹ و رہتال آمدہ رام پور راجوری وغیرہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان غیر احمدی احباب کا بھی جنہوں نے اس جلسہ میں شمولیت فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار نے احباب جماعت کو اپنی تنظیم اور تبلیغ کی طرف خاص توجہ دلائی۔ اور اپنے حلقۂ اثر میں اجرائے اخبارات سلسلہ فاروق۔ الحکم۔ الفضل کے لئے وعدہ لیا گیا

جائے رہائش پر جب خاکسار معہ دیگر احباب پہنچا۔ تو وہاں دو احباب نے فارم بیعت پر کئے۔ ان میں سے ایک کی عمر زائد از سو سال ہے۔ انہوں نے دست چپ کا انگوٹھا لرزتے ہوئے ہاتھ کے ساتھ یہ کہہ کر پیش کیا۔ کہ اب وقت نہیں۔ کہ ہم پیچھے بیٹھے رہیں۔ لو میرا انگوٹھا بھی فارم بیعت پر لگا کر بیعت کا اعلان کر دو

خاکسار
دانشمند پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ پونچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زلزلہ فنڈ

زلزلہ فنڈ میں چندہ دہندگان کی تیسری فہرست شکریہ کے ساتھ ذیل میں شائع کی جاتی ہے۔ جن احباب یا جماعتوں نے ابھی تک اس مد میں چندہ داخل نہیں کیا۔ انہیں چاہئیے کہ جلد روپیہ جمع کر کے بھجوا دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجلس مشاورت میں بھی نمائندگان جماعت کو اس چندہ کے متعلق خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ اس لئے احباب بہار کے مصیبت زدگان کے چندہ کی فراہمی کے لئے سرگرمی سے کوشش کریں۔ (ناظر بیت المال)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کوٹ مومن ۔ ۔ ۔ ۱۰
جماعت قادیان ۳ ۔ ۲
عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد ۔ ۔ ۱۲۸
مستری حسن دین صاحب گنج (لاہور) ۔ ۸ ۔
نیاز محمد صاحب دیپال پور ۔ ۔ ۱
حکیم الدین صاحب مدنا پور ۔ ۴ ۔
نواب علی صاحب پونچھ ۔ ۱۰ ۔
محمد علی صاحب منڈی بیریاں ۔ ۶ ۔
عبد الجلیل صاحب مزنگ لاہور ۔ ۔ ۱
ولی اللہ صاحب پونہ ۔ ۔ ۱
پیر عبد الجلیل صاحب شیموگہ ۔ ۔ ۲۰
مرزا صالح علی صاحب مرزا فارم ۔ ۴ ۵۸
نواب الدین صاحب ۱۵۵ ۔ ۸ ۱۲
والدہ برکات احمد صاحب دہلی ۔ ۔ ۲۰
حاجی بلاول صاحب لاڑکانہ سندھ ۔ ۔ ۲
غلام نبی صاحب جماعت سرگودھا ۔ ۱۵ ۱
جماعت تیجہ کلاں ۔ ۴ ۱
فیض محمد صاحب زیرہ ۔ ۵ ۳
محمد عالم صاحب جھنگ گھیانہ ۔ ۔ ۲
محمد عثمان صاحب اہرانہ ۔ ۔ ۶
عبد الرحمٰن صاحب میر ۔ ۱۲ ۔
ملک محمد خیر خان صاحب ۔ ۴ ۹
مشتاق احمد صاحب سوڈیرہ ۔ ۲ ۔
محمد ابراہیم صاحب ۔ ۸ ۔
سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن ۷ ۴ ۶۴
محمد عبد اللہ صاحب کوئٹہ ۔ ۸ ۶

مولوی محمد یار صاحب نائب امام جالندھر ۔ ۵ ۵
ڈاکٹر لعل الدین صاحب قادیان ۔ ۱۰ ۔
احمد جان صاحب دارو سندھ ۔ ۴ ۔
غلام حیدر صاحب گوجرانوالہ ۔ ۔ ۲
احمد الدین صاحب سید والہ شیخوپورہ ۳ ۱۲ ۔
بابو عبد الرحمٰن صاحب انبالہ شہر ۔ ۔ ۳
علی بخش صاحب چک ۳۵ جنوبی سرگودھا ۔ ۴ ۔
کرم رسول صاحب ترگڑی ۔ ۔ ۲
محمد اسد اللہ صاحب پاک پٹن ۔ ۴ ۱۲
فضل الدین صاحب جماعت لاہور ۹ ۔ ۲۴
نواب الدین صاحب چانگریاں ۔ ۷ ۲
رحمت اللہ صاحب راہوں ۔ ۱۰ ۴
غلام احمد صاحب کریام ۔ ۔ ۱
چوہدری جیون خان صاحب کھرولہ ۶ ۵ ۱
مرزا ناصر علی صاحب فیروز پور ۶ ۸ ۱۹
لجنہ سیالکوٹ ۔ ۔ ۵۰
بابو خیر خان صاحب سیالکوٹ ۔ ۴ ۱
محمد اقبال حسین صاحب زرعل ۔ ۔ ۳
ماسٹر فضل الٰہی صاحب وزیر آباد ۔ ۸ ۔
سراج الحق صاحب پٹیالہ ۶ ۱۰ ۱۳
محمد ابراہیم صاحب عزیز پور سیالکوٹ ۔ ۔ ۵
عبد الرشید صاحب بٹالہ ۔ ۸ ۔
نصر اللہ صاحب خانوانی میانوالی ۔ ۱۴ ۳
سید ولایت شاہ صاحب شاہ مسکین ۔ ۸ ۱
قاضی عبد الحمید صاحب امرت سر ۳ ۲ ۴
مہر الدین صاحب چک ۹ پنیار ۔ ۶ ۳
محمد افضل خان صاحب امری پور ۔ ۵ ۳
فضل احمد صاحب جماعت گکرالی گجرات ۔ ۱۰ ۔
مستری رحیم اللہ صاحب شاہ آباد ۔ ۔ ۴
سراج الدین صاحب جماعت سمبڑیال ۔ ۔ ۷
میاں غلام حسین صاحب اوورسیر نوں ۔ ۔ ۲
عبد اللہ صاحب حجبت لدھیانہ ۔ ۔ ۵
سید احمد صاحب وکیل رام پور ۔ ۔ ۱
حاجی رحیم بخش صاحب بڈھیار ۔ ۱۳ ۔
چوہدری کریم بخش صاحب بہرام ۔ ۱۴ ۔
عبید اللہ صاحب لائل پور ۔ ۶ ۲
جماعت آباد دان ۔ ۔ ۱۰
شمس الدین صاحب مڈھ رانجھا ۔ ۱ ۱
روشن الدین صاحب پنڈی چری ۔ ۲ ۵

منشی فضل الرحمٰن صاحب سامانہ ۔ ۔ ۱۰
ڈاکٹر محمد عمر صاحب بریلی ۹ ۔ ۱۰۰
محمد رفیق صاحب چاند ۔ ۸ ۔
حاکم علی صاحب رینالہ اسٹیٹ ۔ ۸ ۲
محمد رفیق صاحب کان پور ۔ ۴ ۔
محمد طفیل صاحب بریلی ۔ ۔ ۲
جماعت گجرات ۔ ۱۲ ۸
چوہدری نواب علی صاحب کرم برج ۔ ۔ ۱۰
عبد العزیز صاحب صدر سیالکوٹ ۔ ۔ ۲
ملک غلام نبی صاحب قادیان ۔ ۔ ۵

(باقی آئندہ)

خانہ خدا کی تعمیر کیلئے تیار ہو جائیے

یونائٹڈ بہار سنٹرل مساجد فنڈ کمیٹی کی اپیل

باشندگان بہار پر زلزلہ عظیم نے جو مصائب نازل کئے ہیں کون سا دل ہے جو اس سے بے قرار نہیں۔ اور کون سی آنکھ ہے جو اشکبار نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ بہت زیادہ اہم مسئلہ اس وقت شہید شدہ و نقصان رسیدہ مساجد کی امداد و اعانت کا ہے اور اس کے لئے خالص اسلامی امداد کی ضرورت ہے۔ تحقیق و تفتیش سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس صوبہ میں کم از کم چار ہزار مساجد زلزلہ کی نذر ہو گئیں۔ جن کی تعمیر اور ضروری مرمت کے لئے کم از کم دس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ ان میں سے بعض مساجد شاہی زمانہ کی ہیں اور بعض تاریخی واقعات کی یادگار ہیں۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس مسئلہ کی اہمیت کو اچھی طرح محسوس کر لیا۔ چنانچہ مولانا ابو الکلام آزاد، آنریبل سید عبد العزیز وزیر تعلیمات صوبہ بہار و اڑیسہ و دیگر بزرگوں کی مساعی سے بہار و اڑیسہ مسلم ایوان تجارت مساجد کمیٹی اور جمعیت علماء مساجد فنڈ کمیٹی زیر صدارت فخر قوم جناب ڈاکٹر سر سید سلطان احمد متفق اور متحد کر دی گئیں۔ اب یہ دونوں کمیٹیاں باہم سر جوڑ کر اس کار خیر میں حصہ لے رہی ہیں۔ اس متحدہ کمیٹی کا نام یونائٹڈ بہار سنٹرل مساجد فنڈ کمیٹی رکھا گیا ہے۔ سارے ہندوستان کے دردمند اور سربر آوردہ مسلمانوں نے اس کی سرپرستی قبول فرمائی ہے۔ اگر مسلمانوں نے ذرا سی توجہ کی۔ اور دامے درمے قدمے سخنے امداد کی تو یقین ہے۔ کہ ہماری یہ مذہبی یادگاریں از سر نو زندہ ہو جائیں تاکہ مومنین ان خدا کے گھروں میں پنجگانہ با جماعت نمازیں ادا کر سکیں۔ اس کمیٹی کے وفود سارے ہندوستان میں عنقریب دورہ کرنے والے ہیں۔ امید ہے۔ کہ مسلمانانِ ہندوستان گرانقدر رقوم چندہ سے کر ان وفود کی حوصلہ افزائی فرمادیں گے۔ امدادی رقوم یونائٹڈ بہار سنٹرل ماسک فنڈ کے نام الہ آباد بینک پٹنہ برانچ، بینک آف بہار پٹنہ یا مولوی عبد الحمید بی اے جنرل سکرٹری یونائٹڈ بہار ماسک (مساجد) فنڈ بانکی پور پٹنہ کو بھیجی جائیں۔

ممبران و اراکین و مددگاران یونائٹڈ بہار سنٹرل ماسک (مساجد) فنڈ کمیٹی پٹنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانانِ اجودھیا پر بیراگیوں کے مظالم اور مہاسبھا

اجودھیا کے بیراگیوں نے گذشتہ عید الضحیٰ کے موقع پر فیض آباد اور اجودھیا کے قلیل التعداد اور غریب مسلمانوں پر فریضہ قربانی کی ادائیگی کی وجہ سے جو شرمناک مظالم کئے ان کے متعلق چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ہندو متفقہ طور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے بیراگیوں کے مظالم کی پر زور مذمت کرتے۔ اور مسلمانوں کو یقین دلاتے کہ ان پر جبر و ستم کرنے والوں کو ہندو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اور ان کے ظالمانہ افعال سے علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن مہاسبھائی ہندوؤں کی انصاف پسندی ملاحظہ ہو۔ کہ مہاسبھا کے سکرٹری مسٹر گنپت رائے نے اس المناک حادثہ کے متعلق جو رپورٹ مرتب کی۔ اور جسے مہاسبھا کے صدر بھائی پرمانند نے اخبارات میں شائع کرایا۔ اس میں نہ صرف مسلمانوں کے قتل۔ مسجدوں کو نقصان پہنچانے مسلمانوں کی جھونپڑیوں کو جلانے سے یہ کہہ کر انکار کیا گیا ہے۔ کہ ہندو آگ لگانے کے الزامات سے قطعی طور پر انکاری ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ ایک مسجد کو نقصان پہنچانا تو درکنار کیا مجال کسی ہندو نے کسی مسلم گھر یا جھونپڑی کو بھی آگ لگائی ہو۔" (پرتاپ ۱۴ اپریل) بلکہ مسلمانوں کو اس بات کا مجرم ٹھیرایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کی جھونپڑیاں جلائیں۔ ہندوؤں کو سخت ضربات پہنچائیں۔ اور بہت سا غلہ جلا دیا۔ حالانکہ اگر مسلمانوں سے اس قسم کی کوئی حرکت سرزد ہوئی ہوتی۔ تو سرکاری کمیونک میں اس کا ضرور ذکر ہوتا۔ چونکہ اس میں اس کا قطعًا ذکر نہیں ہے بلکہ برخلاف اس کے یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو قتل کیا۔ مسجدوں کو برباد کیا۔ مسلمانوں کی جھونپڑیوں کو آگ لگائی۔ اس لئے نہایت دیدہ دلیری سے یہ کہہ دیا گیا ہے۔ کہ "فساد کے متعلق گورنمنٹ کا کمیونک ہندوؤں کے لئے عمومًا اور بیراگیوں کے لئے خصوصًا غیر منصفانہ ہے۔" نیز یہ کہ دو بوڑھے فقیروں اور ایک عورت کے قتل کا سرکاری اعلان میں جو ذکر ہے۔ وہ ہندوؤں کے لئے معمہ ہے۔" سرکاری اعلان سے اس دیدہ دلیری کے ساتھ انکار ظاہر کر رہا ہے کہ ہندو مہاسبھائی ہندوؤں کے مظالم کی پردہ پوشی کرنے کے لئے صریح دروغگوئی سے کام لیتے ہوئے بھی ذرا نہیں ہچکچاتے۔ حال میں یو۔ پی کی کونسل میں اس حادثہ کے متعلق کنور جگدیش پرشاد ہوم ممبر نے جو جواب دیا ہے۔ اس سے بھی ہندوؤں کی سفاکی ظاہر ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔ کہ چار مسلمان قتل کئے گئے۔ ۱۸ مسلمانوں کے مکان یا جھونپڑیاں تباہ کر دی گئیں۔ بابری مسجد کو سخت نقصان پہنچا۔ دوسری دو کو خفیف (پرتاپ ۱۵ اپریل) ہندوؤں کے اس صریح ظلم اور خونریزی کی جو تفصیلات اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ وہ نہایت ہی دردناک ہیں ان کا نہایت قلیل حصہ اس لئے درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ مہاسبھائی ہندو مجرموں کی حمایت کے لئے کس قدر صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔

لکھنؤ کا روزانہ اخبار حقیقت لکھتا ہے۔

گذشتہ بقرعید کے دنوں میں ۱۱ ذی الحجہ، ۲۷ مارچ ۱۹۳۴ء کو اجودھیا میں سہ پہر کے بعد ہندوؤں نے ایک مسلمان عورت اور تین مسلمان مردوں کو وحشیانہ طریق سے مار ڈالا۔ عورت بوڑھی تھی۔ جمن کہلاتی تھی۔ مردوں میں عبد الرحیم نامی ۷۰ برس کا ضعیف آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہیں پر شہید کر دیا گیا دوسرا مقتول نواب شاہ ۵۰ برس کا آدمی تھا۔ اسی مسجد کے دروازے پر بیٹھا تھا۔ تیسرا امیر گپو جس کی عمر تقریبًا ۸۰ برس کی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بے رحمی سے کاٹ ڈالے۔ سر علیحدہ کر دیا۔ اس کی جھونپڑی جلا دی۔ اور اس کو بھی اسی میں جلا دیا۔ ۳۱ مارچ کو اس کا سر اور اس کی کچھ ہڈیاں ملیں جو مسلمانوں نے دفن کر دیں۔

چوتھا شخص شکور ہے۔ جس کا گلا دونوں طرف سے کاٹا گیا لیکن بامر اتفاق سے بچ گیا۔ ۳۱ مارچ تک اسپتال میں زندہ تھا۔ اب نہیں معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا جب وہ خون میں شرابور تھا۔ تو اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر لے آئے۔ اور ایک قریب کے گھر کے کنوئیں میں مردہ سمجھ کر ڈال دیا۔ اوپر سے اینٹیں ڈالیں۔ اور تمباکو کے ڈنٹھل ایک چارپائی پر لاد کر چارپائی کنوئیں میں گرا دی۔ کسی مسلمان نے چھت پر سے دیکھ لیا تھا۔ کہ شکور کو گھسیٹتے ہوئے کھیت میں لے گئے ہیں۔ اس کی بدنصیب اور غمزدہ نانی مضطربانہ کھیت میں ڈھونڈنے نکلی۔ چلا رہی تھی۔ کنوئیں کے قریب پہنچی۔ تو شکور نے آواز دی۔ کہ مجھے مار ڈالا۔ آدمی کنوئیں میں اترے۔ اس میں پانی نہ تھا۔ زخمی ہونے کے ۳ گھنٹے بعد شکور نکالا گیا۔

بہت سے مسلمانوں کو جن میں مسافر بھی تھے۔ زخمی کیا۔ کمشنر صاحب کے خانساماں کو جو ایک تانگہ پر سامان لئے جا رہا تھا زیادہ زخمی کیا۔ اسپتال میں ہے۔ ایک جوان عورت زچہ خانہ میں تھی۔ گیارہ بارہ روز کا بچہ گود میں تھا۔ اس کے بازو اور جا بجا پر لاٹھیوں کی ضربیں لگائیں۔ زخمی بڑی ہوئی ہے۔ دوسری عورت جو امیر گپو مرحوم کی بھاوج تھی۔ اس کے ہاتھ پر لاٹھیاں ماریں

اس ہنگامہ و فساد میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے ۴۲ مکان جلا دیئے۔ ان میں سے کوئی چیز جلنے سے باقی نہیں رہی۔ اجودھیا کے مسلمان زیادہ تر کاشتکار ہیں۔ تمباکو کی کاشت کرتے ہیں۔ تمباکو جو کھیت میں کٹی ہوئی رکھی تھی۔ یا گھروں میں ڈھیر تھی۔ جلا دی۔ دو مسجدیں اور ان کے دروازے اور اسباب جلا دیئے۔ ایک بہت عالی شان شاہی مسجد چار سو برس کی ہے ۹۲۸ھ میں بابر بادشاہ نے تعمیر کرائی تھی۔ یہ بابری مسجد کہلاتی ہے۔ ایک ہی احاطہ میں یہ مسجد بھی ہے۔ اور رام چندر جی کا جنم بھوم بھی ہے اور سیتا جی کی رسوئی بھی ہے۔

کہا جاتا ہے۔ کہ اس مسجد کو منہدم کرنے کے لئے بقرعید سے قبل سے آہنی ہتھیار اور اس کے گنبد اڑانے کے لئے بارود بہم پہنچائی گئی تھی۔ بلوائیوں کے بھاگ جانے کے کئی روز بعد کچھ ہتھیار اور بارود مسجد کی چھت پر ملی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک منظم اسکیم مسجد کے کھودنے اور مسلمانان اجودھیا کو مارنے کی پہلے سے تیار کی گئی تھی۔

ہندوؤں کی بہادری میں ایک خاص شان یہ نظر آتی ہے۔ کہ اسی کو مارا جس کو اکیلا پایا۔ یا جس کو بوڑھا اور کمزور پایا۔ بچے اور عورتیں ان کے لئے آسان شکار ہیں۔ ان بہادروں کا ہاتھ عورتوں اور بیماروں پر بہت جلد اٹھتا ہے۔ اور وہیں حملہ کرتے ہیں۔ جہاں ان کو مطلق اپنی جان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ وحشیانہ حملہ ان مہاسبھائی ہندوؤں کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے ۱۹۱۲ء میں بیراگیوں نے اجودھیا میں بقرعید کے روز جب مسلمان نماز عید کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حملہ کیا تھا۔ لوگوں کو زخمی کیا تھا۔ اور ایک شخص کو جس کا نام بخشو تھا۔ وہ ۹۰ برس کا بوڑھا پھونس محلہ قصبیانہ میں اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا جان سے مار ڈالا تھا

۱۹۱۲ء میں سے سال گذشتہ تک بقرعید کے دنوں میں پولیس کا ایک گارد اجودھیا میں ۳ دن برابر رہا کرتا تھا۔ اس مرتبہ ۱۰ ذی الحجہ کو کوئی گارد وہاں نہیں رہا۔ ۱۱ ذی الحجہ کو جس دن بلوہ ہوا ہے دوپہر تک رہا۔ دوپہر کے بعد واپس بلا لیا گیا۔ یہ کس مصلحت سے ہوا کچھ معلوم نہیں، اگر اس دن بعد دوپہر کے بھی وہ گارد وہاں ہوتا تو مسلمانوں کے محلہ پر بیراگی حملہ نہ کرتے۔

مسجد بابری پر جو حملہ تقریبًا ڈھائی سو بیراگیوں نے کیا تھا اور بہت اطمینان سے کم سے کم ۳ گھنٹے برابر کھدائی کرتے رہے اگر اس کی اطلاع تھانہ پر بذریعہ پولیس گارد کے عین وقت پر پہنچ جاتی تو مسجد بچ جاتی، مسجد سے تھانہ بہت دور نہیں ہے۔ خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

خان عبد الغفار خان کے بھتیجے خان عبید اللہ خان جنہوں نے ۱۷ دن سے ملتان سنٹرل جیل میں بھوک ہڑتال کی ہوئی تھی۔ اور جن کا مطالبہ تھا۔ کہ حکومت انہیں کسی دوسری جگہ تبدیل کرکے حکام کی بدسلوکی کے متعلق تحقیقات کرے انہیں ۱۲ اپریل بذریعہ لاری ملتان سے سیالکوٹ لیا گیا۔ یونائیٹڈ پریس کا بیان ہے۔ کہ اب انہوں نے بھوک ہڑتال ختم کر دی ہے۔

وزیر ہند کو ایک سیاسی قیدی مسٹر بانکے لال شرما نے جو ۱۵ فروری کو فیض آباد جیل سے رہا ہوا تھا۔ ایک نوٹس دیا ہے۔ جس میں چھ ہزار روپیہ ہرجانہ کا اس بنا پر مطالبہ کیا ہے۔ کہ اسے اس کی میعاد قید سے زیادہ دیر تک جیل میں رکھا گیا۔

اسمبلی کی میعاد کے متعلق نئی دہلی سے ۱۲ اپریل کی اطلاع کے مطابق لابی میں یہ بیان پیش کیا گیا ہے۔ کہ وزیر ہند کی تجویز ہے کہ میعاد میں ایک سال کا اضافہ کیا جائے لیکن وائسرائے ہند اور ان کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبران کی بھاری اکثریت اس تجویز کے خلاف ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس قسم کی توسیع گورنمنٹ کے وقار کو سخت دھکا لگانے والی ثابت ہوگی۔ اور پبلک میں یہ خیال پیدا ہو جائیگا۔ کہ سوراجیہ پارٹی کے کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کرنے کے فیصلہ سے ڈر گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ صدر اسمبلی ۱۲ اپریل سے پہلے وائسرائے ہند کے فیصلہ سے ممبروں کو مطلع کر دیں گے۔

جاپان کے سوتی کپڑے کے متعلق نئی دہلی سے ۱۲ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ سرکاری گزٹ کی خاص اشاعت میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل نے ہندوستان میں جاپان سے ایسے تمام سوتی کپڑے کی درآمد کو بند کر دیا ہے جس میں نوے فیصدی سے زیادہ روئی ہو۔ ایسے مال کی ہندوستان میں درآمد کی تب ہی اجازت ہوگی جب کہ محکمہ صنعت و حرفت جاپان کی طرف سے وہ سارٹیفکیٹ پیش کیا جائیگا۔ جس میں اس کپڑے کو بھیجنے کی اجازت دی گئی ہو۔

تبت گورنمنٹ کے متعلق کلکتہ سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے کہ اس نے اپنی بہت سی فوج کو تخفیف میں لانے اور اسلحہ کی خرید پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ تبت گورنمنٹ نے زیادہ فوج چین کا مقابلہ کرنے کے لئے ہی رکھی تھی۔ اس لئے باخبر حلقوں میں قیاس کیا جا رہا ہے۔ کہ ممکن ہے اس فیصلہ کے بعد تبت اور چین میں دوستی قائم ہو جائے۔

گاندھی جی کے متعلق لاہور سے ۱۲ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ وہ ہریجن تحریک کے سلسلہ میں ماہ جون کے وسط میں دو ہفتہ کے لئے پنجاب آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لاہور گوجرانوالہ۔ لائل پور۔ گورداسپور اور دیگر مقامات کا دورہ کریں گے۔

یو۔ پی کے ایک سرکردہ کانگرسی لیڈر مسٹر موہن لال سکسینہ نے ۱۳ اپریل کو الہ آباد میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ سوراجیہ پارٹی کو چاہیئے۔ آئندہ انتخابات میں صرف کانگریسیوں کو امیدوار کھڑا کرے۔ تا گورنمنٹ کے حامیوں اور کانگریسیوں میں دوبدو لڑائی ہو سکے۔

والیان ریاست کے تحفظ کا بل اسمبلی سے پاس ہو جانے کے بعد اب کونسل آف سٹیٹ میں پیش ہو گیا ہے۔

کراچی سے ۱۳ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ ہوائی ڈاک کے جہاز کے ذریعہ مسٹر ونسٹن چرچل کے دو ساتھی لارڈ لنگٹن اور میجر گورٹالڈز ہندوستان پہنچے۔ لارڈ لنگٹن کنسرویٹو پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے گورنمنٹ کی انڈین پالیسی کے خلاف بطور پروٹسٹ پارلیمنٹ کی ممبری سے استعفیٰ دے دیا۔ فیڈرل سکیم کے خلاف مخالف طاقتوں کو منظم کرنے کیلئے خفیہ طور پر پہلے بھی ہندوستان کا دورہ کر چکے ہیں۔ ان کا خیال ہے۔ کہ فیڈریشن سے ہندوستان میں برطانوی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چند اور کنسرویٹو ممبر جن میں مسٹر چرچل بھی شامل ہیں۔ عنقریب ہندوستان آ رہے ہیں۔

جنیوا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ یورپ کی چھوٹی چھوٹی طاقتوں اور روس کے درمیان روسی گورنمنٹ کو تسلیم کرنے کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس کی رفتار حوصلہ افزا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ عنقریب جب رومانیہ کے وزیر خارجہ پیرس جائیں گے۔ تو معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔

نیروبی سے ۱۱ اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ آئندہ مقامی کونسل میں دیسی باشندوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے ایک کی بجائے دو نمائندے مقرر کئے گئے ہیں۔

تیرنے کا ریکارڈ توڑنے کے متعلق کلکتہ کی ایک اطلاع کے مطابق بعض لوگ میدان عمل میں نکلنے والے ہیں چنانچہ بالاگھاٹ کے مسٹر نارائن سوامی بنگال کے مشہور تیراک مسٹر پی گھوش کے ۷۹ گھنٹے تیرنے کے ریکارڈ کو توڑنے کی کوشش کریں گے۔ اسی طرح کلکتہ کے بعض مقامی تیراک ہتھکڑیاں لگا کر ۲۵ گھنٹے تیرنے کی کوشش کریں گے تاکہ ۲۴ گھنٹوں کا جو ریکارڈ مسٹر گھوش نے قائم کیا ہے اسے توڑا جائے۔

اخبار فارورڈ کلکتہ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ مختلف صوبجاتی گورنمنٹوں کے ماتحت قانون اور ضابطہ کے شعبہ کے انچارج ممبروں کی ایک کانفرنس منعقد ہونے کے لئے گفت و شنید جاری ہے۔ اگر کانفرنس کا انعقاد ہو گیا۔ تو اس میں منجملہ دیگر باتوں کے اس سوال پر بھی بحث ہوگی۔ کہ لوگوں کے موجودہ رجحان کے پیش نظر نئے کانسٹیٹیوشن کے ماتحت آیا قانون اور ضابطہ کا شعبہ ان کے ہاتھ میں دینا مفید ہوگا؟ اور اگر یہ محکمہ ہندو وزیروں کے سپرد کر دیا جائے۔ تو انتظامیہ مشینری کے مفلوج ہونے کے خلاف کیا تحفظات ہونے چاہئیں۔

اجودھیا کے فساد کے متعلق ۱۲ اپریل کو یو۔ پی کونسل میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے ایک بیان دیا جس میں بتایا۔ کہ اس وقت تک اجودھیا میں ۳۰۵ اشخاص کو گرفتار کیا گیا ہے۔ باقی مقامات پر ۲۶ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ جن میں سے ۲۱ ہندو اور ۵ مسلمان ہیں۔

لاڑکانہ (سندھ) کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ ضلع لاڑکانہ میں اکثر ڈاکے پڑتے ہیں اس لئے جن لوگوں کے پاس لائسنس ہے۔ اور ہتھیار رکھتے ہیں۔ انہیں موقعہ آنے پر ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ ان کے لائسنس منسوخ کر دئے جائیں گے۔

گورنر آسام نے ۱۲ اپریل کو سلہٹ میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی فضا اب صاف ہو چکی ہے۔ اور سول نافرمانی کو ناکارہ ہتھیار سمجھ کر بند کیا جا رہا ہے۔

اعلیحضرت نظام حیدر آباد دکن نے اپنے ولیعہد شہزادہ اعظم جاہ بہادر کو حیدر آباد سے ۱۴ اپریل کی اطلاع کے مطابق اپنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا ہے۔ آج کل شہزادہ صاحب شہزادی در شہوار کے ہمراہ کشمیر میں موسم گرما بسر کر رہے ہیں۔ یہاں سے واپسی پر اس عہدہ کا چارج لے لیں گے۔

پنجاب ہائی کورٹ کے نئے چیف جسٹس مسٹر ینگ کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ ۷ مئی کو اپنے عہدہ کا چارج لے لیں گے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی